CPL 61
روزنامہ
الفضل
PH: 0092 4524 213029
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
سوموار 19 جون 2000ء - 15 ربیع الاول 1421 ہجری - 19 احسان 1379 ہش جلد 50-85 نمبر 136

آخرت کی پہلی منزل

حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اگر وہاں نجات پائی تو بعد کے حالات آسان ہوں گے۔ اور اگر وہاں نجات نہ پائی تو بعد کے حالات اس سے زیادہ سخت ہوں گے۔

(جامع ترمذی کتاب الزھد باب فی ذکر الموت)

ارشادات عالیہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

دیکھو عمر کا بھروسہ نہیں۔ زمانہ بڑا ہی نازک آگیا ہے۔ آپ لوگ دیکھتے ہوں گے کہ ہر سال کئی دوست اور کئی دشمن، کئی عزیز اور کئی پیارے بھائی اور بہن اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی عزیز سے عزیز اور قریبی سے قریبی رشتہ دار انسان کی مشکلات میں سہارا دینے والا نہیں ہو سکتا مگر بایں ہمہ انسان جس قدر محنت اور کوشش اور مجاہدہ ان کے واسطے اور اپنے دنیوی امور کے واسطے کرتا ہے۔ وہ بمقابلہ خدا کے بہت ہی بڑھا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عبادت اور فرماں برداری اور اس کی راہ میں کوشش اور سوز و گداز بہت کچھ نابود ہے۔ اعتدال نہیں کیا گیا۔ دنیا حد اعتدال سے باہر ہو چکی ہے۔ دنیوی کاروبار میں ترقی کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ترقی ہو رہی ہے۔ مگر بھلا کسی نے ایسی کوشش بھی کی ہے کہ ایک دن اس کی موت کا مقرر ہے اس سے بھی یہ خود اپنے آپ کو یا کوئی دوسرا شخص اس کو باز رکھ سکے یا بچا سکے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اگر کوئی موت کا یاد دلانے والا ہو گا تو اس کی بھی پروا نہ کریں گے اور ہنسی ٹھٹھے میں ٹال دیں گے۔ اکثر انسان بہت ہی غلطی پر ہیں۔

دیکھو یہ نہ سمجھنا کہ ان باتوں سے میرا مطلب یہ ہے کہ تم تجارت نہ کرو یا کاروبار دنیا کو ترک کر کے بیٹھ جاؤ۔ عیال و اطفال جو تمہارے گلے میں پڑے ہوئے ہیں ان کی خبرگیری نہ کرو یا بیوی بچوں یا بنی نوع انسان کے بعض حقوق جو تمہاری ذمہ داری میں داخل ہیں ان کی پروا نہ کرو۔ نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کو بھی بجا لاؤ اور خدا تعالیٰ سے بھی غافل نہ ہو۔ جب تم اپنی دنیوی آنی اور فانی ضروریات میں اس طرح کا انہماک اور استغراق پیدا کرتے ہو تو خدا تعالیٰ سے منہ پھیر لینا اور اس کی رضا جوئی اور خوشنودی کے حصول کے واسطے کوشش نہ کرنا اور خدا تعالیٰ سے منہ پھیر لینا بھلا کس عقلمندی کا کام ہے وہ خدا جس نے ابتداء میں پیدا کیا اور درمیانی حالات بھی اس کے قبضہ اور تصرف میں ہیں اور انجام کار بھی اسی کی حکومت اور اسی سے واسطہ پڑے گا۔ اس خدا سے فارغ محض اور غافل ہو جانا اس کا نتیجہ ہرگز خیر نہیں ہو سکے گا۔ وہ خدا جس کے انعامات انسان کے ساتھ ہر حال میں شامل رہتے ہیں اور وہ بے شمار اور بے اندازہ احسانات ہیں اسی کا شکر کرتے رہنا بہت ضروری ہے۔ شکر اسی کو کہتے ہیں کہ سچے دل سے اقرار کرے کہ واقعی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ایسی ہیں کہ بے شمار اور بے اندازہ ہیں۔

(ملفوظات جلد پنجم ص 642-643)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کفالت یتامیٰ

افضال الٰہی کا ایک یقینی ذریعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اس وقت دنیا میں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ جس کے ساتھ ساتھ خدمت کرنے والوں کے لئے مالی، جانی، علمی ہر لحاظ سے بے پناہ مواقع پیدا ہو رہے ہیں۔ جنوری 1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان احمدی بچوں اور بچیوں کی نگہداشت، مدد اور تربیتی امور میں رہنمائی کے لئے جن کے والد یا والدین فوت ہو چکے ہیں اور انہیں اس بات کی ضرورت ہے کہ جماعت انہیں سنبھالے ایک منصوبہ کا اعلان فرمایا جس کا نام کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ رکھا گیا۔ ابتداء میں ایک سو خاندانوں کے سنبھالنے کا ٹارگٹ تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے صاحب حیثیت اور صاحب دل دوستوں نے گراں قدر وعدے فرما کر اس کو اتنا مضبوط بنا دیا کہ اس وقت تقریباً 370 خاندانوں کے 1200 بچوں اور بچیوں کو باقاعدہ ماہانہ وظیفہ دیا جا رہا ہے۔ ان کی تربیت کے لئے اور دوسرے مسائل کے حل کے لئے کمیٹی ہذا کی طرف سے باقاعدہ رہنمائی کی جاتی ہے۔ بچیوں کی شادی اور بچوں کے تعلیمی اخراجات کے وقت مناسب مدد کی جاتی ہے اور جہاں تک ہو سکے دوسرے امور میں بھی ان کا ساتھ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر خود کفیل ہو کر اپنی زندگی گزارنے کے قابل ہو سکیں۔ ابتداء سے لے کر اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے 137 گھرانوں کے 540 یتامیٰ بالغ ہو چکے ہیں یا تعلیم مکمل کر چکے ہیں یا برسر روزگار ہو چکے ہیں یا شادیاں ہو چکی ہیں اور یتامیٰ کمیٹی کی کفالت سے نکل چکے ہیں۔

جوں جوں کام میں وسعت ہوتی جا رہی ہے اور تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے ہم صاحب حیثیت، صاحب توفیق مالی وسعت رکھنے والے دوستوں کو فنڈ میں شامل ہو کر ثواب دارین حاصل کرنے کی دعوت دیتے ہیں کہ جہاں وہ اپنے بچوں کی جسمانی ضروریات اور روحانی تربیت کے لئے ہر وقت کوشاں ہیں وہ ان یتیم بچوں بچیوں کو بھی اپنے بچوں کے ساتھ شامل کر کے ان کی مدد کے لئے باقاعدہ حصہ لے کر اس فنڈ کو مضبوط کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی توفیق بڑھائے۔ آمین

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دار الضیافت ربوہ)

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل وجواہر (نمبر 113)

صبر و استقلال کا حیران کن نمونہ

"حضرت صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات پر فرمایا۔ کہ میں نے تیرہ راتیں متواتر اس کے لئے دعائیں کیں۔ جس وقت وفات ہوئی۔ اس وقت فرمایا۔ کہ اب اس لڑکے کا تعلق خدا سے ہے۔ جب مقبرہ میں پہنچے تو لوگ افسردہ اور غمگین تھے۔ مگر آپ خوش تھے۔ فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ اس صبر سے خدا خوش ہو گیا ہے۔ پھر فرمایا۔ قضاء و قدر کے سامنے انسان کو سر رکھ دینا چاہئے۔ انسان ہر ایک چیز سے کچھ نہ کچھ بچاؤ کر لیتا ہے۔ مگر قضاء و قدر سے بچاؤ ممکن نہیں فرمایا۔ قضاء و قدر کی مثال یوں ہے۔ کہ

ایک بادشاہ نے کہا کہ ایسے لوگوں کو نوکر رکھیں جو اپنی جان دینے سے ذرا دریغ نہ کریں۔ چنانچہ غور و فکر کے بعد قصابوں کو فوج میں بھرتی کیا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد لڑائی ہوئی۔ تو لڑائی میں وہی سب سے آگے بھاگے۔ ان کو بلا کر جب پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم تو رگ پٹھا دیکھ کر مارتے ہیں۔ مگر وہ تو ایسے ظالم ہیں۔ کہ نہ رگ دیکھتے ہیں۔ اور نہ پٹھا۔ وہ بے دریغ تلوار مارتے ہیں۔ فرمایا۔ یہی حال قضاء قدر کا ہے۔

ایک دفعہ فرمایا۔ کہ جب ہم اپنے بیوی بچوں میں بیٹھے ہوئے ہوں۔ تو کوئی دیکھ کر ہم کو بھی بڑا دنیادار سمجھے گا۔ مگر ہماری حالت یہ ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو کہے کہ ان کو چھری سے ذبح کر دو۔ تو صرف ہم ہی ایسا کر سکتے ہیں۔"

(روایت حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب قادیان مطبوعہ الحکم 21۔ مارچ 1936ء)

شجاعت امام الزمان

"جن ایام میں لیکھرام قتل ہوا۔ آپ ان ایام میں اکیلے سیر کو تشریف لے جاتے تو لوگوں نے عرض کی کہ حضور لوگ جوش میں ہیں۔ فرمایا

میرے ساتھ خدا کے فرشتے ہوتے ہیں۔"

(الحکم 21۔ مارچ 36ء)

ایک پر جلال نشان

حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب امام بیت الفضل قادیان کا بیان:۔

"چندولال کی تبدیلی کے بعد جو مجسٹریٹ آیا۔ وہ دیر تک آپ کو کھڑا رکھتا۔ ایک دفعہ آپ نے پانی کی ضرورت کا اظہار کیا۔ تو مجسٹریٹ نے کہا۔ کہ عدالت میں پانی کہاں۔ حضور خاموش ہو گئے۔ شام کو تار آئی۔ کہ تمہارا لڑکا مر گیا ہے۔ دوسرے دن پھر تار آئی کہ دوسرا لڑکا بھی مر گیا ہے۔"

(الحکم 21۔ مارچ 36ء)

دعا کی برکت سے مرض دق سے نجات

حضرت ماسٹر مامون خاں صاحب سابق ڈرل ماسٹر قادیان روایت فرماتے ہیں۔

"میری بیوی کو اتفاقاً دق کی مرض ہو گئی۔ میرے والدین سلسلہ کے سخت مخالف تھے۔ انہوں نے مجھے طعنے دینے شروع کئے۔ کہ دیکھا۔ احمدی ہونے کی سزا تجھے مل گئی۔ اور تیری بیوی کو دق کی مرض ہو گئی۔ میں نے اس بات کا ذکر حضرت اقدس مسیح موعود سے کیا۔ تو حضور نے فرمایا:۔

بار بار دعا کے لئے مجھے یاد کراؤ۔ انشاء اللہ صحت ہو جائے گی۔ اور تمہارے والد بھی تم سے خوش ہو جائیں گے۔ خدا ان کو بھی ایمان نصیب کرے گا۔ میں دعا کروں گا۔

چنانچہ میں دعا کے لئے روزانہ رقعہ پیش کر دیتا تھا۔ میری بیوی حضرت خلیفۃ المسیح اول کے زیر علاج تھی۔

خدا کے فضل سے اس کو اس موذی مرض سے صحت ہو گئی۔ اور حضرت اقدس کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک لڑکا عطا فرمایا۔

جس کا نام عبدالرحمٰن خاں شاہد ہے۔ اور جو خدا کے فضل سے ابھی تک زندہ سلامت موجود ہے۔ میرے والد صاحب بھی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ اور احمدیت پر ہی ان کی وفات ہوئی۔"

(الحکم 21۔ مارچ 1936ء)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

رب العالمین کا عالمی فیضان

ایک دفعہ عید الاضحیہ کے موقع پر بارہ سیر گوشت بچ رہا۔ حضرت اماں جان حرم مسیح موعود نے حکم دیا کہ اسے باورچی خانہ میں رکھ دیا جائے تاکہ خراب نہ ہو۔ غلطی سے کتے اندر داخل ہو گئے اور دروازہ بند ہو گیا اور گوشت کھا لیا۔ کچھ لڑکوں نے ڈنڈے لے کر ان کو مارنا شروع کر دیا۔ حضرت اقدس نے دریافت فرمایا کہ یہ شور کیسا ہے حضرت اماں جان نے بتایا کہ کتے گوشت کھا گئے ہیں اور لڑکے ان کو مار رہے ہیں فرمایا

ان کو مت مارو۔ کیا آپ ان کو گوشت دیتے تھے۔ خدا سب کا رب العالمین ہے"

(روایت حضرت ملک غلام حسین صاحب رہتاسی خادم لنگر خانہ مسیح موعود۔ مطبوعہ الحکم 21 جنوری 1936ء ص 5)

✠✠✠✠✠✠✠✠✠

غزل

وہ زمیں غالب کی لکھوں جس میں ہے تکرار دوست
میں بھی کھینچوں قامتِ جاناں یہ ہے اصرار دوست

دیکھ کر قدِ قیامت سوچ کر زلفِ دراز
اپنی ہی رفتار کے نشّے میں ہے رفتار دوست

ہاتھ اٹھے ہوں دعا کو اس طرح اس کا بدن
قتلِ عاشق کو بہت ہے قامت تلوار دوست

ہائے وہ کاجل بھری آنکھیں وہ ان کا دیکھنا
ہائے وہ نور حیا سے آتشیں رخسار دوست

جیسے ہم آغوشیِ جاں کے زمانے ہوں قریب
ان دنوں ایسے نظر آتے ہیں کچھ آثارِ دوست

اک محبت سے محبت ہی جنم لیتی رہی
ہم نے اس کو یار جانا جس کو دیکھا یارِ دوست

روح و تن نے ہر نفس ایک آنکھ چاہی تب کھلا
دیکھنا آسان مشکل ہے بہت دیدارِ دوست

سب سخن کے جام بھرتے ہیں اسی سرکار سے
جس پہ اب جتنا کھلے میخانۂ گفتارِ دوست

بس یونہی موجیں بھریں یہ طائرانِ خدّوخال
بس یونہی دیکھا کریں ہم گلشنِ گلزارِ دوست

عبیداللہ علیم

پبلشر آغا سیف اللہ۔ پرنٹر قاضی منیر احمد۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس۔ مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت 2 روپے 50 پیسے

عابد وحید احمد خان صاحب

پیکر ضبط تھا وہ صبر کا شہزادہ تھا
اس کے گرویدہ تھے سب ہر کوئی دلدادہ تھا

نہ بھولنے والی شخصیت میرے والد ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب

میرے نہایت ہی پیارے والد ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب اپنی علالت کے انتہائی صبر آزما لمحات سے گذر کر 29۔ فروری 2000ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ ان خیر خواہوں اور دوستوں کی محبت نے ہمیں یہ احساس دلایا کہ صرف میں نے یا میرے بہن بھائیوں نے ہی اس غم اور محترم والد صاحب کی جدائی کو محسوس نہیں کیا بلکہ ہارٹلے پول کی تمام جماعت اور انگلستان کے دیگر احمدیوں کے علاوہ غیر احمدیوں نے بھی ایسے ہی محسوس کیا۔ یہ ان کی ہر دلعزیز ذات کا کرشمہ تھا۔ ہر ملنے والے کے دل میں ان کی محبت موجزن تھی۔ دوستوں اور عزیزوں کے دل میں ان کی یہ محبت دائمی شکل اختیار کر گئی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ ان کی دل موہ لینے والی شخصیت' ذاتی کشش' حسن اخلاق اور دوسروں پر اپنی محبت نچھاور کرنے والی خوبیاں تھیں۔ میری خوش نصیبی ہے کہ میں نے انہیں بچپن سے ہی صرف ایک باپ کی حیثیت سے نہیں دیکھا بلکہ انہیں ہارٹلے پول میں جماعت احمدیہ کو قائم کرتے دیکھا۔ ان کی شخصیت' کردار' اخلاقی اقدار' جذبۂ ایمانی' قوت ارادی' جماعت احمدیہ کی تعلیمات کا عملی حسن اور خلفائے کرام سے والہانہ عقیدت کو ایک دمکتے ہوئے سورج کی طرح عیاں کرتے ہیں۔ ان چند سطور میں میری حقیر کوشش ہو گی کہ جو میں نے دیکھا وہ بیان کرسکوں۔

ابتدائی حالات

بسا اوقات میرے والد صاحب مجھے اپنے ابتدائی حالات کے بارہ میں بتایا کرتے تھے بالخصوص کہ وہ انگلستان میں کس طرح رہائش پذیر ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک نئے ماحول اور مختلف معاشرہ میں وہ اپنے آپ کو بالکل اجنبی سمجھتے تھے۔ انگریزوں کے ساتھ مل جل کر رہنا اور ان سے گھل مل جانا پہلے پہل ایک بہت مشکل امر لگتا تھا۔ ان کی عادات و اطوار اور عمومی زندگی کی بعض قدریں ایسی تھیں جو ہمارے لئے بالکل ناقابل قبول تھیں۔ انہیں یہ بھی احساس ہوا کہ ہسپتال میں ان کے ہم پیشہ بھی ان سے فاصلہ رکھتے تھے اس کی بنیادی وجوہات میرے والدین کی دینی اقدار کی پاسداری' شراب نوشی سے اجتناب اور باپردہ طرز زندگی تھا جسے وہ بنیاد پرستی یا دقیانوسی مشرقیت سے موسوم کرتے تھے۔

لیکن میرے والد صاحب کی قوت ارادی' مصمم اعتقاد اور اپنے اصولوں پر یقین محکم ہر ایک مشکل کو آسان بنانے کے لئے کافی تھا۔ ان کے اس طرز عمل' استقلال اور اصول پرستی کو بالآخر ان کے ساتھیوں اور ملنے والوں نے پسند کرنا شروع کر دیا۔ وہ تھوڑے ہی عرصہ میں سمجھ گئے کہ ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب ایک مشفق' ہمدرد اور دیانت دار شخص ہیں چنانچہ ان خوبیوں کی وجہ سے انگریز ان کے قریب ہو گئے اور انہیں عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ یہ دراصل میرے والد صاحب کی سچائی کی کامیابی تھی جسے وہ اپنے پختہ اصولوں سے ہر سوچ اور فکر کے افراد پر وارد کر چکے تھے۔ اب وہ ہارٹلے پول کی ایک مقبول شخصیت بن چکے تھے جن کی دوستی اور قرب انگریزوں کے لئے بھی قابل فخر تھا۔ آہستہ آہستہ ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب کے تعلقات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا اس طرح سے وہ اب ایک جرنل پریکٹیشنر اور پولیس سرجن کی حیثیت سے عوامی اور سرکاری حلقوں میں جانی پہچانی شخصیت بن چکے تھے۔ جہاں ان کے اقوال کو اور نظریات کو اہمیت دی جاتی تھی۔ اور یہ مقام انہیں فقط دینی اصولوں اور حق پرستی کی بدولت حاصل ہوا۔

ہارٹلے پول میں جماعت احمدیہ کا قیام

ہارٹلے پول میں جماعت احمدیہ کا قیام میرے والدین کی انتھک کوششوں اور دعا کا نتیجہ ہے۔ میرے والد صاحب کم گو اور خاموش طبع انسان تھے جبکہ میری والدہ اپنے انداز بیان اور گفتار میں پرکشش شخصیت کی مالک تھیں۔ میرے والد صاحب کی دانائی' منصوبہ بندی اور حکمت عملی کو خوب سمجھ کر میری والدہ ایک سرگرم اور پُر جوش داعی الی اللہ بن کر سامنے آئیں۔ سن 1980ء کی دہائی میں جبکہ میں ابھی چھوٹا تھا اپنے والدین کی مساعی جمیلہ کو بڑے شوق اور انہماک سے دیکھا کرتا تھا۔ میرے والد صاحب اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داریاں ادا کرنے کے بعد میری والدہ صاحبہ کے ساتھ مل کر انگریز دوستوں کے ساتھ رابطے کرتے اور انہیں اپنے گھر مدعو کرتے۔ اس طرح یہ سلسلہ دن اور رات کی تفریق کے بغیر چلتا رہا۔ رات کے اوقات میں بسا اوقات بہت دیر تک بحث و مباحثہ جاری رہتا۔ میرے والد بہت مدلل طریق پر انگریزوں کو اپنے دین کی خوبیاں بیان کرتے اور پھر عیسائیت اور دیگر مذاہب سے موازنہ کرتے۔ میرے والد صاحب کے دلائل کو رد کرنا انگریزوں کے بس کی بات نہ تھی۔ ان کے چہرے کے تاثرات بتاتے کہ وہ ان میٹنگز کے بعد گہری سوچ میں گم ہو جاتے اور میرے والد صاحب کا دل کی گہرائی سے شکریہ ادا کرتے۔ اسی طرح میری والدہ بھی ان کے ساتھ خواتین کی علیحدہ نشست لگاتیں جو بہت کامیاب ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے میرے والد صاحب اور میری والدہ صاحبہ کی مساعی کو باثمر کیا اور الحمدللہ آج ہارٹلے پول میں انگریز احباب پر مشتمل ایک بہت ہی فعال بلکہ مثالی جماعت قائم ہے۔ مجھے ان انگریز احباب و خواتین سے گہری محبت ہے کیونکہ میں نے انہیں نہایت جرأت اور دلیری کے ساتھ اپنی زندگیوں میں بہت بڑی تبدیلی پیدا کرتے دیکھا اور قوت ارادی کے ساتھ اپنے ماحول اور معاشرہ کو چھوڑ کر جماعت احمدیہ کی صاف ستھری اور پاکیزہ زندگی کو اپناتے دیکھا۔ میرے والدین بھی ان احباب و خواتین کے ساتھ انتہائی گہری محبت رکھتے تھے گویا وہ ہمارے ہی گھر کے افراد ہیں۔ ان کے لئے بہت دعائیں کرتے۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں قبول فرمائیں کیونکہ جس مضبوطی کے ساتھ یہ احباب و خواتین جماعت احمدیہ کے عقائد پر عمل پیرا ہیں وہ ان دعاؤں کا ہی نتیجہ ہیں۔

خلافت سے وابستگی

میرے دادا محترم خان عبدالمجید خان صاحب کو خلافت کے ساتھ گہری محبت اور عقیدت تھی۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے آپ کو مکمل طور پر خلافت کے تابع بنالیا تھا خلیفۂ وقت کا ہر ارشاد اور خواہش ان کی زندگی کا اولین مقصد تھا۔ یہی سب کچھ میرے والد ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب نے اپنے والد صاحب سے طبعی اور فطری طور پر حاصل کیا تھا۔ اطاعت خلافت کے ضمن میں انہوں نے ایک اہم واقعہ مجھے سنایا جو ان کی زندگی کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ میرے والد صاحب کا تعلیمی معیار بچپن سے ہی بہت اعلیٰ تھا۔ ہر امتحان میں نمایاں پوزیشن لیتے تھے۔ جب میٹرک کے بعد کیریئر کے انتخاب کا وقت آیا تو میرے والد صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ ایسی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے جس سے ان کی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار ہو سکے۔ میڈیکل کے پیشہ میں کارکردگی کو وہ ایک محدود دائرہ تصور کرتے تھے اس لئے اس طرف قطعاً خیال نہ تھا چونکہ ہماری تمام تر راہنمائی اور بہتری کا منبع خلیفۂ وقت ہیں اس لئے میرے دادا خان عبدالمجید خان صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے اپنے بیٹے کی اعلیٰ تعلیم کے لئے راہنمائی کی درخواست کی تو آپ نے ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرنے کا مشورہ عنایت فرمایا۔ میرے والد صاحب نے اسی وقت مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ اس پیشہ کو اختیار کریں گے آج اس کے نتائج ظاہر ہیں۔ ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے ہارٹلے پول میں انہوں نے مقام پیدا کیا اور انگریز ان کے قریب آ گئے جس سے انہیں دعوت الی اللہ کی سہولت میسر آئی۔ اگر ڈاکٹری ان کا پیشہ نہ ہوتا تو جو کچھ انہوں نے حاصل کیا ہے وہ نہ ملتا اور یہ بہت بڑا المیہ ہوتا۔

خلفائے کرام کی بابرکت تشریف آوری

میرے والد صاحب کی خلافت کے ساتھ عقیدت اور محبت کا صلہ بہت جلد مل گیا۔ ہارٹلے پول کی بھی خوش قسمتی ہے کہ یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع تشریف لائے اور ہمارے گھر کو برکت بخشی۔ میں نے اپنی زندگی میں صرف خلافت رابعہ کا دور ہی دیکھا ہے اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اپنے گھر تشریف لانے اور اپنے والد صاحب کے خوشی اور مسرت سے والہانہ استقبال اور عقیدت اور احترام سے خدمت کرنے کا نظارہ ہی پیش کر سکتا ہوں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضور ایدہ اللہ کئی مرتبہ ہمارے ہاں رونق افروز ہوئے اور ایک یا دو مرتبہ اردو کلاس کو بھی ساتھ لائے۔ حضور ایدہ اللہ کی آمد کی اطلاع پاتے ہی میرے والد صاحب کا چہرہ دمک اٹھتا' آنکھوں میں خوشی سے ایک چمک پیدا ہوتی اور اٹھتے بیٹھتے یہی تذکرہ ہوتا اور تواضع اور سیر کے پروگرام بنتے میں یہ بھی بیان کروں کہ ہمارے گھروں میں حضور ایدہ اللہ کے ہی واقعات اور تذکرہ سے بات چیت ہوتی رہتی ہے اور اسی سے سبھی لطف اندوز ہوتے ہیں۔ تیاری کے سلسلہ میں اولین ترجیح صفائی اور پاکیزگی کو دی جاتی۔ جس کے لئے گھر میں موجود تمام افراد مصروف ہو جاتے۔ بڑی سوچ بچار اور سب کے مشورہ سے پروگرام بنتے اور ہر ایک کے ذمہ ڈیوٹیاں لگ جاتیں۔ تمام گھر میں ایک رونق آجاتی اور تمام امور سبک رفتاری سے طے کئے جاتے۔ انگریز احمدیوں کو بھی گھر کے افراد کی طرح اس برکت سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جاتا اور وہ محسوس کرتے کہ انہیں خلیفۂ وقت کی آمد سے بے شمار فیوض حاصل ہوئے ہیں۔

یہ حضور انور کی شفقت اور میرے والد

صاحب کی بے پناہ محبت تھی جس کی وجہ سے حضور انور اپنی انتہائی مصروفیت کے باوجود وقت نکالتے اور ہمارے پاس چند روز کے لئے تشریف لاتے۔ میرے والد صاحب کی مہمان نوازی کا انہیں یہ پھل ملا کہ ان کی وفات کے موقع پر حضور انور نے شاندار الفاظ میں اظہار فرمایا اور مہمان نوازی کا ایسا نقشہ کھینچا جو بالکل حقیقت تھا۔ یہ بھی درست ہے کہ میرے والد صاحب کی مہمان نوازی کی ادائیں اور انداز بہت عجیب اور نرالے تھے۔ ان کی مہمان نوازی دیگر دوستوں کے لئے بھی بہت وسعت رکھتی تھی۔ ہمارے گھر میں جماعت احمدیہ کے بزرگان اور عہدیدار بھی تشریف لاتے تو میرے والد صاحب نہایت گرمجوشی سے ان کی خدمت کو اپنے لئے ایک اعزاز سمجھتے۔ انہیں یقین تھا کہ اگر مہمان خوش ہوں تو اللہ تعالیٰ بھی ان سے خوش ہو گا۔ اور یہی ان کا مقصد حیات تھا۔

مقدس مقامات کی زیارت اور بیرونی ملکوں کی سیر

مجھے اپنے والد صاحب کے ساتھ بہت سے بیرونی ملکوں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ ان میں امریکہ۔ کینیڈا' یورپ' پاکستان اور انڈیا شامل ہیں۔ وہ اپنے دورے کا پروگرام بڑی محنت اور تفصیل سے مرتب کرتے تھے جس میں کئی مقاصد ہوتے تھے۔ جن ممالک میں مقامات مقدسہ ہیں وہاں ہر ایک جگہ کی زیارت اور عبادات اولین غرض ہوتی۔ اس کے بعد تعلیمی اعتبار سے مختلف مقامات کی سیر مقصود ہوتی۔ جہاں جماعت کے مشن ہوں وہاں احباب جماعت سے ملاقات ان کے لئے بڑی خوشی کی بات ہوتی۔ ان تمام دوروں میں انڈیا میں قادیان اور پاکستان میں ربوہ سرفہرست ہیں جہاں انہوں نے میری تعلیم اور تربیت کی غرض سے ہر ایک مقام تفصیل سے دکھایا اور بیان کیا۔ مختلف بیوت الذکر میں عبادات کے لئے لے کر گئے۔ الغرض یہ ان کے لئے اور میرے لئے ایک روحانی غذا تھی۔

گھریلو زندگی اور عادات

میرے والد صاحب قدرتی خوبصورتی کے بہت گرویدہ تھے۔ انہیں سیر و سیاحت کا شوق تھا اور وہ ایسے علاقوں میں جاتے جہاں قدرت کے عجائبات ہوتے اور وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی وادیوں اور جھیلوں کی خوبصورتی سے محظوظ ہوتے۔ انگلینڈ میں لیک ڈسٹرکٹ' ونڈر میئر اور السں واٹر ان کی پسندیدہ جگہیں تھیں جہاں وہ ہمیں اور اکثر آنے والے مہمانوں کو لے کر جایا کرتے تھے۔ ایسی جگہوں کی خوبصورتی دیکھ کر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کرتے سیر اور تفریح ہی ان کا اپنے معمولات کے بعد سب سے بڑا مشغلہ تھا۔ گھریلو زندگی بہت سادہ تھی۔ میری والدہ کے ساتھ حسن سلوک مثالی تھا۔ اور بچوں کی تمام ضروریات بڑی توجہ کے ساتھ پوری کرتے۔ ہماری تربیت بہت احسن رنگ میں ہوتی اور ہر سمجھانے والی بات تمثیلات اور نتائج کے زمرہ میں لا کر ذہن نشین کرواتے۔ ان کی بدولت ہمارا گھر اور ہمارے معمولات مثالی قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ دینی معاملات میں کبھی سختی نہ کرتے بلکہ نہایت نرمی کے ساتھ دلکش انداز میں بات سمجھا دیتے اور ہر ایک خوبی اور اچھے عمل کو اپنی عملی زندگی میں نمونہ کے طور پر پیش کرتے اور یہ ہمارے لئے مشعل راہ ہوتا۔

زندگی کے سنہرے اصول

اپنی بیماری کے آخری ایام میں میرے والد صاحب کے لئے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ ان کی وفات یقینی ہے کیونکہ وہ خود ایک قابل ڈاکٹر تھے۔ آئندہ پیش آنے والے حالات اور کامیاب زندگی گذارنے کے لئے مجھے تیار کر رہے تھے۔ انہوں نے تین سنہری اصول جو ہم سب کے لئے مشعل راہ ہیں مجھے اپنانے کے لئے بالخصوص تاکید کی یہ اصول اس طرح ہیں:۔

1۔ زندگی کے ہر طرز عمل میں انکساری ہو اور تکبر یا غرور کبھی نزدیک نہ آنے دیا جائے۔

2۔ استقلال اور استقامت انسانی کردار کی بنیاد ہے۔ اس میں لغزش کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے۔

3۔ سچائی اور صداقت کا دامن کبھی نہ چھوڑنا۔ اور اصل سچائی آزمائش کے وقت ہے۔

انہوں نے بڑی تاکید سے کہا کہ اگر ان اصولوں پر کار بند رہو گے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ تمہاری مدد فرمائے گا اور کامیاب زندگی گذارو گے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی اور انکساری کے ساتھ ہماری دعا ہے کہ وہ میرے بزرگ والد محترم ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب کو اپنے پسندیدہ لوگوں میں شمار کر لے اور انہیں اپنی رضا سے جنت کے اعلیٰ ترین مقامات میں جگہ بخشے۔ ہماری یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس داعی الی اللہ اور خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مولانا شیخ مبارک احمد صاحب - امریکہ

اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت - قوی شہادت

گذشتہ چند سالوں سے محترم صاجزادہ مرزا مظفر احمد صاحب سے ملنا جلنا ہے اور ان کے ہاں آنا جانا اور بیٹھنا بھی۔ اکثر ان سے تاریخی نوعیت کی باتیں خاندان کے متعلق۔ جماعت کے متعلق اور ملکی معاملات کے متعلق سننے کا موقع ملتا ہے۔ ماشاء اللہ آپ کے ذہن میں یہ تاریخی باتیں صحیح انداز میں محفوظ ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا خاکسار صاجزادہ صاحب کے دولت کدہ پر حاضر ہوا۔ دو تین بار کی سنی ہوئی ایک بات جو ان کے محترم نانا صاحب سے تعلق رکھتی تھی۔ پھر سے درخواست کر کے من و عن سنی اور اسے نوٹ کیا۔ اور اس دن سے ارادہ کیا کہ اسے قارئین الفضل کی خدمت میں بھی پیش کروں گا۔ ایمان افروز بھی ہے اور تحقیق حق کے سلسلہ میں خاص کار آمد۔ محترم صاجزادہ صاحب کے نانا محترم کا اسم گرامی حضرت مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری تھا۔ بفضل خدا عالم باعمل اور خاص تقویٰ و نیکی کے حامل۔ حضرت مسیح موعود نے صدر انجمن احمدیہ کی ابتدائی ممبرشپ میں ان کا بھی تقرر فرمایا تھا۔ اپنی مشہور تصنیف ازالہ اوہام میں حضور نے آپ کا مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر فرمایا حبی فی اللہ مولوی غلام حسن صاحب پشاوری اس وقت لدھیانہ میں میرے پاس موجود ہیں۔ محض ملاقات کی غرض سے پشاور سے تشریف لائے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ وفادار اور مخلص ہیں اور لایخافون لومۃ لائم میں داخل ہیں جوش ہمدردی کی راہ سے دو روپے ہی ماہواری چندہ دیتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ بہت جلد للہی راہوں اور دینی معارف میں ترقی کریں گے کیونکہ فطرت نورانی رکھتے ہیں"

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 540)

اس ذکر کے بعد حضور اقدس نے 1896ء میں تین صد تیرہ رفقاء کی جو فہرست تیار کروائی ان میں بھی ان کا ذکر موجود ہے۔ سرحد کے علاقہ اور جماعت میں معروف شخصیت کے حامل تھے' حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنے صاجزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا رشتہ حضرت مولوی صاحب کی صاجزادی سے تجویز فرمایا۔ جسے حضرت مولوی صاحب نے اپنے لئے سعادت کا باعث سمجھا۔ حضرت خلیفہ اول کی وفات پر آپ جماعت غیر مبائعین میں شامل ہو گئے۔ مگر پھر خدا کے فضل سے واپس آ گئے۔ محترم صاجزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے بتایا "دو ایک مرتبہ قادیان آئے۔ 1942ء میں میں (صاجزادہ صاحب) چھٹی پر قادیان میں آیا ہوا تھا ان دنوں بھی نانا جان آئے ہوئے تھے میں ملنے گیا باتوں باتوں میں میں نے نانا جان سے پوچھا کہ آپ قریباً چالیس سال علیحدہ رہے۔ اب کس طرح بیعت کر لی۔ آپ نے ایک چھوٹا سا فقرہ جواب میں کہا۔ جو بہت سبق آموز تھا۔ فرمانے لگے "میں اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کو رد نہیں کر سکتا" پھر خود ہی اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا "ہم جب علیحدہ ہوئے تو جماعت میں زیادہ با اثر اور معتمد شمار ہوتے تھے پھر اپنا ہیڈ کوارٹر لاہور چنا جہاں لوگوں سے ملنے یا ان کو بلانے کی بڑی سہولت تھی۔ کیونکہ وہ اہم شہر تھا اور صوبہ کا دارالخلافہ۔ ادھر قادیان جانے کے لئے خاص مشقت کرنا پڑتی تھی۔ ریلوے سٹیشن سے گیارہ میل کے فاصلہ پر تھا اور یکوں پر سفر تین گھنٹوں سے زائد کا تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم نے جو عقیدہ پیش کیا وہ بہت نرم تھا یعنی کہ حضرت مرزا صاحب کو صرف مجدد مان لو۔ لیکن باوجود اس کے ہم دن بدن کمزور اور تعداد میں کم ہوتے گئے۔ لیکن خلافت سے وابستہ حصہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتا چلا گیا۔ میں نے سمجھا کہ میری سمجھ کا قصور ہو سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی"۔ اس پر جیسا کہ محترم صاجزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے بتایا "نانا جان نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں خط لکھا کہ بعض مسائل مجھ پر ابھی صاف نہیں۔ کیا ان میں اختلاف رکھتے ہوئے میں بیعت کر سکتا ہوں" حضور نے جواباً فرمایا کہ "ہاں آپ بیعت کر سکتے ہیں لیکن اختلافی مسائل کی جماعت میں تشہیر کی اجازت نہیں ہو سکتی کیونکہ اس سے فتنہ کا دروازہ کھلتا ہے۔ آپ دعا کریں میں بھی دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ وہ مسائل بھی آپ پر حل کر دے چنانچہ ایسا ہی ہوا"۔

محترم صاجزادہ مرزا مظفر احمد صاحب سے خاکسار نے گذشتہ چند سالوں میں قیام امریکہ کے دوران یہ حقیقت کئی بار سنی۔ لیکن گذشتہ دنوں خاکسار نے آپ کی تحریر کردہ یہ ساری کیفیت پھر پڑھی اور پھر ایک بار سنی اور مناسب سمجھا کہ اس فعلی شہادت کو جو قوی شہادت کا رنگ رکھتی ہے۔ قارئین الفضل اور جماعت کے سامنے پیش کی جائے۔ اے کاش ہمارے (بچھڑے) دوست اس حقیقت کو دیکھیں۔ اب تو ان کی حیثیت نہ ہونے کے برابر ہو چکی ہے۔ گذشتہ سال ان کا سالانہ جلسہ کولمبس میں ہوا جس میں اڑتالیس آدمی شامل ہوئے جو مختلف ملکوں اور علاقوں سے آئے۔ اس کے برعکس جماعت مبائعین کے سالانہ جلسوں میں جو واشنگٹن۔ ٹورانٹو۔ لندن میں منعقد ہوتے ہیں ہزاروں کی تعداد میں شرکت کرنے والے ہوتے ہیں اور اسے اپنی سعادت سمجھتے ہیں اور جمعہ کی نمازوں میں لاہور شہر کی احمدیہ سجدہ گاہیں ہزارہا عبادت کرنے والوں سے بھری ہوتی ہیں۔ اس کے برعکس ان کی جو حالت نظر آتی ہے۔ حضرت مولوی غلام حسن خان صاحب نے آج سے پچاس سال پہلے جو بیان کی تھی اب اس سے بھی کہیں کم تر دکھائی دیتی ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

آسمان - ایک مضبوط چھت

انسان ہمیشہ سے آسمان کی طرف حیرت سے تکتا رہا ہے۔ ہزاروں سال سے اس کی بلندی، اس کی خوبصورتی اور اس کی وسعت دیکھنے والوں کو مرعوب کرتی رہی ہے۔ بسا اوقات اس نے دیکھنے والوں کو اتنا متاثر کیا کہ بہت سی قومیں شرک کے گڑھے میں جا گریں۔ آج سے تین چار ہزار سال پہلے بابل اور سبا کی تہذیبیں سورج اور چاند کو اپنا خدا سمجھتی تھیں۔ اور ان اجرام فلکی کی عبادت کے لئے بڑے بڑے مندر بنائے گئے تھے۔ یہ قومیں تو مٹ گئیں لیکن ان کے شرک کی بعض یادگاریں آج تک محفوظ ہیں۔ یونان اور روم کی تہذیبوں نے فلسفے میں بہت ترقی کی تو بھی زحل مشتری اور مریخ جیسے ٹمٹماتے سیاروں کو دیوتاؤں کا مسکن خیال کرتے رہے۔ وہ لوگ فصل بیجتے، مکئی کاٹتے اور جنگل صاف کرنے سے پہلے مشتری کے نام کی قربانی کرتے اور سمجھتے کہ اب ضرور نفع ہوگا۔ دیوتا جو خوش ہوگئے۔ مصری تہذیب نے سر اٹھایا اور اتنے بلند اہرام تعمیر کر ڈالے لیکن پھر بھی آسمان پر سورج اور زمین پر فرعون کو خدا کا شریک قرار دے دیا۔ آج ہم ان سب پر ہنس سکتے ہیں لیکن یہ لوگ اپنے دور میں عقلمند اور اہل علم خیال کئے جاتے تھے۔ غرض اللہ تعالیٰ کی راہنمائی کے بغیر انسانی عقل ایسے ہی نتیجے نکالتی رہی ہے۔

بائبل اور علم فلکیات

بائبل کے آغاز میں ہی زمین و آسمان کی پیدائش کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن ایک ایک جملہ سائنسی حقائق سے متصادم نظر آتا ہے۔ جہاں یہ ذکر ہو کہ زمین اور اس پر موجود درخت پہلے پیدا ہوئے تھے اور سورج اس کے بعد بنا تھا' وہ عبارت کیسے خدا کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ جب سائنسی ترقی کا آغاز ہوا اور گلیلیو نے یہ ثابت کیا کہ زمین سورج کے گرد چکر لگاتی ہے نہ کہ سورج زمین کے گرد گھوم رہا ہے تو پادریوں نے گلیلیو پر بائبل کے خلاف پرچار کرنے کا الزام لگا کر مقدمہ چلانا شروع کیا۔ جب گلیلیو کو سزائے موت کے خطرات نظر آنے لگے تو اس نے اپنی عافیت اسی میں سمجھی کہ عدالت کے روبرو یہ اقرار کرے کہ میرے دماغ کو ہی کچھ ہو گیا تھا ورنہ سورج ہی زمین کے گرد گھوم رہا ہے۔ اس واقعے کو ابن انشاء نے اپنے ان اشعار میں یوں بیان کیا ہے۔

ان کا یہ کہنا سورج ہی دھرتی کے پھیرے کرتا ہے
سر آنکھوں پر' سورج ہی کو گھومنے دو۔ خاموش رہو
آنکھیں موند کنارے بیٹھو' من کے رکھو بند کواڑ
انشا جی لو دھاگا لو اور لب سی لو' خاموش رہو

قرآن کریم کا معجزہ

اس پس منظر میں قرآن مجید کی ایک امتیازی شان نظر آتی ہے۔ ایک طرف تو قرآن کریم میں بار بار آسمان اور آسمان پر نظر آنے والے اجرام فلکی کو خدائے واحد کے نشان کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور دوسری طرف جوں جوں سائنسی تحقیق آگے بڑھتی چلی گئی' قرآنی آیات میں بیان کی گئی باتوں کی تصدیق ہوتی گئی۔ یہ بالکل ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پائے بغیر کوئی شخص علم فلکیات کے وہ حقائق بیان کرتا' جن کی دریافت چودہ سو سال کے بعد ہونی تھی۔

حفاظت کرنے والی چھت

ان بہت سی آیات میں سے ایک آیت میں آسمان کو ایک حفاظت کرنے والی چھت قرار دیا گیا ہے۔ (سورۃ انبیاء آیت 33) یہاں آسمان کے لئے "سماء" کا لفظ استعمال ہوا ہے' جس کا ایک مطلب وہ فضاء ہے جو زمین کے اوپر موجود ہے اور جس نے زمین کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 5 ص 382)۔ اور اگر کوئی چھت' زمین اور اس پر بسنے والوں کی حفاظت کر رہی ہے تو زیادہ امکان یہی ہے کہ اسے اسی فضاء میں موجود ہونا چاہئے۔ سرسری نگاہ سے دیکھا جائے تو بظاہر کوئی ایسی چھت دکھائی نہیں دیتی جو کسی نقصان دہ چیز کو روک کر ہماری حفاظت کر رہی ہو۔ ہمارے اوپر تو صرف ہوا موجود ہے جو سانس لینے کے لئے آکسیجن تو مہیا کرتی ہے لیکن چھت کا کام نہیں دے رہی۔

اوزون کی چھت

لیکن سائنس کی ترقی کے ساتھ' انسان کے علم میں ایسے دلچسپ حقائق آئے' جن سے معلوم ہوا کہ ہمارے اوپر نہ نظر آنے والی مضبوط چھت موجود ہے۔ ایک ایسی چھت جو اگر موجود نہ ہوتی تو یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ زندگی اربوں سال کا سفر طے کر کے موجودہ حالت تک پہنچتی۔ اور اگر آج یہ چھت ختم کر دی جائے تو اہل زمین طرح طرح کے مصائب میں گرفتار ہو جائیں۔ یہ چھت زمین کے اوپر موجود اوزون (Ozone) کی تہ ہے۔ اوزون ایک خاص قسم کی آکسیجن ہے' جس کے ایک مالیکیول میں دو کی بجائے تین ایٹم ہوتے ہیں۔ اوزون نہ تو سانس لینے کے کام آتی ہے اور نہ ہی زمین کی سطح کے قریب پائی جاتی ہے۔ البتہ سطح زمین سے 20 کلومیٹر سے لے کر 35 کلومیٹر تک کی اونچائی پر اوزون پائی جاتی ہے۔ سورج سے مختلف قسم کی شعاعیں زمین کی طرف آتی ہیں۔ ان میں سے اکثر تو زمین پر موجود زندگی کے لئے انتہائی ضروری ہیں لیکن بعض اس قسم کی شعاعیں بھی ہیں جو زمین پر موجود انسانوں اور دیگر جانداروں کے لئے نہایت نقصان دہ ہیں۔ یہ شعاعیں' الٹراوائیلٹ (Ultraviolet) شعاعیں کہلاتی ہیں۔ اوزون کی تہ ان کو جذب کر لیتی ہے اور ہمارے تک نہیں پہنچنے دیتی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ الٹراوائیلٹ شعاعوں کی ایک قسم
Long wave Ultraviolet Rays
بھی ہے جو کہ نہ صرف نقصان دہ نہیں بلکہ انسانی ہڈیوں کی نشوونما کے لئے بہت ضروری ہے۔ اوزون کی چھت ان فائدہ مند شعاعوں کو نہیں روکتی بلکہ صرف نقصان دہ شعاعوں کو روکنے کا باعث بنتی ہے۔ اوزون کے بننے کا طریقہ بھی بہت دلچسپ ہے۔ جب الٹراوائیلٹ شعاعیں عام آکسیجن سے ٹکراتی ہیں تو ان میں سے کچھ حصے کو اوزون میں تبدیل کر دیتی ہیں۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ یہ مضر شعاعیں اوزون کو بناتی ہیں اور وہی اوزون ان شعاعوں کا راستہ روک لیتی ہے۔

(The World around us page 2346-47
National Geographic
October1990)

چھت میں شگاف

اوزون کی اہمیت اس وقت نمایاں ہو کر پوری دنیا کی توجہ کا مرکز بنی جب اس حفاظتی تہ کو نقصان پہنچنا شروع ہوا۔ اور یہ خطرہ پیدا ہونا شروع ہوا کہ یہ چھت غیر مؤثر نہ ہو جائے۔ دنیا میں صنعتی ترقی کے ساتھ بعض ایسی گیسیں پیدا ہونا شروع ہوئیں جو اوزون کے لئے نقصان دہ تھیں۔ بعض گیسیں مثلاً ccf-2' ہیلون-1211 میتھائل کلوروفارم جو کہ ایئر کنڈیشنروں اور ریفریجریٹروں میں استعمال ہوتی ہیں' فضا میں بلند ہو کر اوزون کو ختم کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ رفتہ رفتہ یہ نقصان اتنا بڑھنے لگا کہ اس حفاظتی تہ میں شگاف پیدا ہونے لگے۔ یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مضر شعاعیں زمین تک پہنچ کر انسانوں کو سرطان جیسے موذی مرض میں مبتلا کرنا شروع کر دیں گی۔ اب ہر سال اگست کے آخر میں اوزون کی تہ پھٹنا شروع ہوتی ہے اور یہ شگاف ستمبر یا اکتوبر تک وسیع ہوتا جاتا ہے۔ پھر دسمبر تک یہ شگاف ختم ہوتا ہے اور اوزون کی تہ اپنی اصلی حالت پر واپس آجاتی ہے۔ ہر سال یہ شگاف قطب جنوبی اور قطب شمالی کے قریب ظاہر ہوتے ہیں۔ قطب جنوبی کے قریب ظاہر ہونے والا شگاف زیادہ وسیع اور خطرناک ہوتا ہے۔ اس شگاف میں اوزون کی تہ پہلے سے بہت کم موٹائی کی رہ جاتی ہے۔

مانٹریال پروٹوکول

1987ء میں اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے کینیڈا کے شہر مانٹریال میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کی گئی۔ 140 ممالک کے نمائندے شریک ہوئے۔ اوزون کو ختم کرنے والی گیس cfc کی پیداوار کم کر کے ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس معاہدے کو مانٹریال پروٹوکول کا نام دیا جاتا ہے۔ ویسے تو ماحولیات پر ہونے والی کانفرنسیں اور معاہدے بالعموم نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتے ہیں لیکن کم از کم اس معاہدے کے مثبت نتائج سامنے ضرور آئے۔ 1988ء میں ccf کی سالانہ پیداوار تقریباً سوا ارب کلوگرام سے گر کر 1993ء میں 51 کروڑ کلوگرام تک رہ گئی۔ اسی طرح ایک اور گیس میتھائل کلوروفارم پر بھی بڑی حد تک قابو پا لیا گیا۔

موجودہ صورت حال

امریکی خلائی ادارے ناسا (Nasa) کی ایک سیٹیلائٹ ستر کی دہائی سے اوزون کی صورت حال کا جائزہ لے رہی ہے۔ اس سے حاصل کردہ اعداد و شمار کے مطابق اب تک سب سے زیادہ بڑا شگاف جو ریکارڈ کیا گیا ہے' وہ ستمبر 1998ء میں تھا۔ اس وقت قطب جنوبی پر اس کا رقبہ بڑھتے بڑھتے دو کروڑ تہتر لاکھ مربع کلومیٹر ہو گیا تھا۔ 1999ء میں پیدا ہونے والا شگاف اس سے ذرا کم رہا تھا۔ اس طرح اب یہ امید پیدا ہو رہی ہے کہ اوزون کو پہنچنے والے نقصان پر اب قابو پا لیا جائے گا۔

(Internet: http:// toms .gsfc. nasa .gov)

آئنوسفیئر کی چھت

ایکس رے (X-ray) کا استعمال ہسپتالوں میں مختلف امراض کی تشخیص کے لئے کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کا زیادہ استعمال بھی انسانی جسم اور دیگر جانداروں کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ لیکن سورج کی شعاعوں میں بھی ایکس رے پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح مختلف کہکشاؤں کے مراکز بھی مسلسل ایکس رے خارج کر رہے ہیں۔ لیکن یہ ایکس رے سطح زمین تک پہنچ کر ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ کیونکہ ہماری فضا میں موجود ایک چھت ان کو روک لیتی ہے۔ اس تہ کا نام

باقی صفحہ 6 پر

مولانا ابوالکلام آزاد کے بڑے بھائی

مولانا ابوالنصر آہ

ابوالنصر آہ مولانا ابوالکلام آزاد کے بڑے بھائی تھے۔ پورا نام مولانا غلام یاسین ابوالنصر آہ ہے۔ آپ 1882ء میں پیدا ہوئے اور 1907ء میں وفات پائی۔

تاریخ احمدیت جلد سوم میں ان کے قادیان آنے کا واقعہ یوں درج ہے۔

مولانا ابوالنصر سے صدہا آدمیوں نے بیعت کر رکھی تھی۔ وہ بمبئی میں وائی۔ ایم۔ ایس کے پرینچنگ ہال میں ہر ہفتہ جاتے اور غیر مسلموں سے نہایت سرگرم مباحثے کرتے تھے۔ ان مباحثات میں وہ حضرت اقدس مسیح موعود کے لٹریچر سے استفادہ کرتے تھے اور ان کی بڑی خواہش تھی کہ قادیان میں آکر کسی وقت حضور کی زیارت کا شرف حاصل کریں۔

حضرت سیٹھ اسماعیل آدم صاحب کا بیان ہے کہ 1902ء میں مولانا ابوالنصر نے ایک خواب دیکھا کہ میں اور میرا چھوٹا بھائی ابوالکلام قادیان گئے ہیں۔ ایک چھوٹی سی (بیت) میں مرزا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ کچھ دینی مسائل میں مرزا صاحب سے گفتگو ہوئی۔ اس گفتگو کے دوران میں میرے بھائی ابوالکلام آزاد نے مرزا صاحب سے سخت کلامی کی۔ پاس ہی عینک لگائے ہوئے ایک بزرگ بیٹھے تھے ان کو سخت غصہ آیا اور انہوں نے ابوالکلام کو ڈانٹ کر کہا "چپ کس ہستی کے ساتھ بے ادبانہ کلام کرتا ہے جس کی تعریف رسول اللہ ﷺ فرما گئے ہیں۔" "اس" عینک والے بزرگ کا بڑا زوردار آواز تھا اور اس کی آواز میں ایک ہیبت تھی جس سے فوراً میری آنکھ کھل گئی۔ مولانا ابوالنصر صاحب نے اپنا یہ خواب مجھے سنایا تو میں نے ان سے کہا کہ میرے پاس ایک گروپ فوٹو ہے اس میں حضرت مرزا صاحب کی تصویر بھی ہے۔ میں خود بھی اس تصویر میں ہوں۔ اگر میں آپ کو دکھاؤں تو آپ اس بزرگ کو پہچان لیں گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں مجھے ان کا چہرہ اچھی طرح یاد ہے۔ دو چار دن کے بعد سیٹھ صاحب وہ فوٹو ان کے پاس لے گئے اور انہوں نے بڑے غور سے دیکھ کر اپنی انگلی سے ان کو بتایا کہ یہ مرزا صاحب ہیں اور عینک لگائے ہوئے بزرگ جنہوں نے میرے بھائی کو ڈانٹا تھا وہ یہ ہیں۔ تب سیٹھ صاحب نے ان کو بتایا کہ ان کا نام مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ہے۔ ان کی آواز بہت بلند ہے اور 1896ء میں لاہور میں جو جلسہ مذاہب ہوا تھا اس میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون سنانے والے یہی بزرگ ہیں۔

اس خواب کے تین سال بعد وہ اپنے چھوٹے بھائی ابوالکلام آزاد کو لے کر (جن کی عمر اس وقت سترہ سال کی تھی) بمبئی سے انجمن حمایت اسلام کے جلسہ میں شرکت کے لئے لاہور آئے جہاں سے فارغ ہو کر 2 مئی 1905ء کو نماز ظہر سے قبل قادیان پہنچے اور نہایت عقیدت کے ساتھ حضور کی خدمت میں باغ میں جہاں آپ مقیم تھے حاضر ہوئے۔ حضرت اقدس ان کا حال دریافت فرماتے رہے۔ اس کے بعد حضور نے ان کو بہت قیمتی نصائح فرمائیں۔ جن سے وہ بہت متاثر ہوئے اور بیعت کر لی۔ مولانا ابوالکلام صاحب آزاد قادیان کے سفر میں ان کے ساتھ نہیں تھے وہ 25 مئی 1905ء کو قادیان گئے۔ بہرکیف دونوں بھائی مختصر سے قیام اور انجمن حمایت اسلام کے جلسہ میں شرکت کے بعد پنجاب سے واپس بمبئی پہنچے۔ یہاں مولانا ابوالنصر آہ سیٹھ اسماعیل آدم صاحب سے ان کی دوکان پر ملے اور بتایا کہ ہم قادیان گئے تھے اور جو واقعہ خواب میں میں نے دیکھا تھا اسی طرح وقوع پذیر ہوا۔ یعنی وہی چھوٹی سی (بیت) مرزا صاحب کے ساتھ گفتگو اور میرے بھائی کی سخت کلامی اور مولوی عبدالکریم صاحب کا ڈانٹنا بالکل اسی طرح وقوع پذیر ہوا جیسا خواب میں دیکھا تھا۔ نیز یہ کہ میں حضرت مرزا صاحب کی بیعت کر آیا ہوں مگر اخبار میں اعلان نہ کرنے کے لئے کہہ آیا ہوں۔ کیونکہ ایک تو والد صاحب کا خیال ہے اور دوسرے میرے بھائی ابوالکلام کا بیعت نہ کرنا ہے۔

مولانا ابوالنصر آہ کے تاثرات

مولانا ابوالنصر آہ نے امرتسر کے اخبار "وکیل" میں انہی دنوں مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے تاثرات شائع کئے۔ "میں نے اور کیا دیکھا؟ قادیان دیکھا۔ مرزا صاحب سے ملاقات کی۔ مہمان رہا۔ مرزا صاحب کے اخلاق اور توجہ کا مجھے شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ میرے منہ میں حرارت کی وجہ سے چھالے پڑ گئے تھے اور میں شور غذائیں نہیں کھا سکتا تھا مرزا صاحب نے (جبکہ دفعتاً گھر سے باہر تشریف لے آئے) دودھ اور پاؤ روٹی تجویز فرمائی۔ آج کل مرزا صاحب قادیان سے باہر ایک وسیع اور مناسب باغ میں (جو خود انہیں کی ملکیت ہے) قیام پذیر ہیں۔ بزرگان ملت بھی وہیں ہیں۔

قادیان کی آبادی تقریباً تین ہزار آدمیوں کی ہے مگر رونق اور چہل پہل بہت ہے۔ نواب صاحب مالیر کوٹلہ کی شاندار اور بلند عمارت تمام بستی میں صرف ایک ہی عمارت ہے۔ راستے کچے اور ناہموار ہیں بالخصوص وہ سڑک جو بٹالہ سے قادیان آئی ہے اپنی نوعیت میں سب پر فوق لے گئی ہے۔ آتے ہوئے مجھے یکہ میں جس قدر تکلیف ہوئی تھی نواب صاحب کے رتھ نے لوٹتے وقت نصف کی تخفیف کر دی۔ اگر مرزا صاحب کی ملاقات کا اشتیاق میرے دل میں موجزن نہ ہوتا تو شاید آٹھ میل تو کیا آٹھ قدم بھی آگے نہ بڑھ سکتا۔ اکرام الضیف کی صفت خاص اشخاص تک محدود نہ تھی چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر ایک نے بھائی کا سا سلوک کیا۔ اور مولانا حاجی حکیم نورالدین صاحب جن کے اسم گرامی سے تمام انڈیا واقف ہے۔ اور مولانا عبدالکریم صاحب جن کی تقریر کی پنجاب میں دھوم ہے۔ مولوی مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر جن کی تحریروں سے کتنے انگریز یورپ میں مسلمان ہو گئے ہیں۔ جناب میر ناصر نواب صاحب دہلوی جو مرزا صاحب کے خسر ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے' ایل ایل بی ایڈیٹر "ریویو آف ریلیجنز" مولوی یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم' جناب شاہ سراج الحق صاحب وغیرہ وغیرہ پرلے درجہ کی شفقت اور نہایت محبت سے پیش آئے۔ افسوس مجھے اور اشخاص کا نام یاد نہیں ورنہ میں ان کی مہربانیوں کا بھی شکریہ ادا کرتا۔ مرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے جس کا اثر بہت فوری ہوتا ہے۔ آنکھوں میں ایک خاص طرح کی چمک اور کیفیت ہے اور باتوں میں ملائمت ہے۔ طبیعت منکسر مگر حکومت خیز' مزاج ٹھنڈا مگر دلوں کو گرما دینے والا' بردباری کی شان نے انکساری کی کیفیت میں اعتدال پیدا کر دیا ہے۔ گفتگو ہمیشہ اس نرمی سے کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا متبسم ہیں۔ رنگ گورا ہے بالوں کو حنا کا رنگ دیتے ہیں۔ جسم مضبوط اور محنتی ہے۔ سر پر پنجابی وضع کی سپید پگڑی باندھتے ہیں۔ سیاہ یا خاکی لمبا کوٹ زیب تن فرماتے ہیں۔ پاؤں میں جراب اور دیسی جوتی ہوتی ہے۔ عمر تقریباً 66 سال کی ہے۔ مرزا صاحب کے مریدوں میں میں نے بڑی عقیدت دیکھی اور انہیں بہت خوش اعتقاد پایا۔ میری موجودگی میں بہت سے معزز مہمان آئے ہوئے تھے جن کی ارادت بڑے پایہ کی تھی اور بے حد عقیدت مند تھے۔

مرزا صاحب کی وسیع الاخلاقی کا یہ ایک ادنیٰ نمونہ ہے کہ اثنائے قیام کی متواتر نوازشوں کے خاتمہ پر بایں الفاظ مجھے مشکور ہونے کا موقعہ دیا "ہم آپ کو اس وعدہ پر اجازت دیتے ہیں کہ آپ پھر آئیں اور کم از کم دو ہفتہ قیام کریں۔" (اس وقت کا تبسم ناک چہرہ اب تک میری آنکھوں میں ہے) میں جس شوق کو لے کر گیا تھا ساتھ لایا۔ اور شاید وہی شوق مجھے دوبارہ لے جائے۔ واقعی قادیان نے اس جملہ کو اچھی طرح سمجھا ہے کہ حسن خلقک ولو مع الکفار"

میں نے اور کیا دیکھا؟ بہت کچھ دیکھا مگر قلمبند کرنے کا موقع نہیں۔ سٹیشن پر جانے کا وقت سر پر آ چلا ہے۔ پھر کبھی بتاؤں گا کہ میں نے کیا دیکھا۔ راقم ا۔ ہ"

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 407)

سب سے زیادہ ذاتی اکثریت

○ مارچ 1989ء میں سوویت یونین کے پارلیمنٹ انتخابات میں بورس یلسن نے بطور پیپلز ڈپٹی نمائندہ برائے ماسکو 73ء4 ملین ووٹ حاصل کر کے کسی سیاست دان کو حاصل ہونے والی سب سے زیادہ اکثریت حاصل کی۔ انہیں ماسکو کے حلقے میں 72ء5 ملین ووٹوں میں سے 12ء5 ملین ووٹ ملے۔ جبکہ ان کے سب سے قریب پہنچنے والے مدمقابل نمائندہ کو 392633 ووٹ حاصل ہوئے۔ 1990ء کے پاکستان کے جنرل الیکشن میں بے نظیر بھٹو نے لاڑکانہ III کے حلقے سے 48ء 98 فی صد ووٹ حاصل کئے۔ ان کو اس حلقے سے کل 94462 ووٹ ملے۔ جبکہ ان کے قریب ترین مدمقابل کو صرف 718 ووٹ ملے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ صفحہ 5

Ionosphere ہے جو اوزون سے بھی زیادہ بلندی پر' اور سطح زمین سے قریباً 150 کلو میٹر کے فاصلے پر موجود ہے۔ آئنوسفیئر میں بہت سے Charged Ions موجود ہوتے ہیں جو ایکس۔ رے کو آگے بڑھنے سے روک لیتے ہیں اور اس طرح یہ نہ دکھائی دینے والی چھت لگاتار ہماری حفاظت کر رہی ہے۔

(The World around us page 286-289)

قرآن مجید نے اس دور میں ان سائنسی حقائق کا ذکر کیا تھا جب کہ موجودہ تحقیق اور علم کا نام و نشان تک موجود نہیں تھا۔ اس دور میں دیگر تحریف شدہ کتب ایک ایک کر کے سائنسی علوم کے سامنے ڈھیر ہوتی گئیں لیکن جوں جوں سائنسی تحقیق آگے بڑھی قرآن کریم کا اعجاز اور واضح ہو کر سامنے آتا گیا تا کہ اس دور کے لئے روشن نشان بنے جیسا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"جاننا چاہئے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کو جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہل زبان پر روشن ہو سکتا ہے۔۔۔۔وہ غیر محدود معارف و حقائق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں۔ اگر قرآن شریف اپنے حقائق و دقائق کے لحاظ سے ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ تامہ نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ فقط بلاغت و فصاحت ایسا امر نہیں ہے جس کی اعجازی کیفیت ہر ایک خواندہ و ناخواندہ کو معلوم ہو جائے۔ کھلا کھلا اعجاز اس کا تو یہی ہے کہ وہ غیر محدود معارف و دقائق اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو شخص قرآن شریف کے اس اعجاز کو نہیں مانتا وہ علم قرآن سے سخت بے نصیب ہے۔"

(ازالہ اوہام ص 307-306)

عالمی خبریں
عالمی ذرائع ابلاغ سے

فلسطینی طرز کی تحریک

مقبوضہ کشمیر میں حریت پسند تنظیموں کے اتحاد آل کشمیر حریت کانفرنس کے لیڈر یاسین ملک نے کہا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں فلسطینی طرز کی تحریک مزاحمت چلائی جائے گی۔ حریت کانفرنس نے بھارت کے ساتھ مشروط مذاکرات کو ایک بار پھر مسترد کر دیا۔ حریت کانفرنس کے لیڈر نے اعلان کیا کہ مقبوضہ وادی میں بھارت کے قبضے اور قابض فوج کے مظالم کے خلاف "انتفادہ" تحریک کی طرز پر تحریک شروع کی جائے گی۔ ہمیں معصوم شہریوں کے قتل عام کے خلاف کم از کم ہفتے میں دو بار سڑکوں پر احتجاج کرنا ہو گا۔

نظام شمسی کی خلاؤں میں دھماکہ

امریکی خلائی تحقیقاتی ایجنسی ناسا کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ 13۔جون کو پاکستان کے وقت کے مطابق 2 بجکر 31 منٹ پر نظام شمسی کی خلاؤں میں ایک زبردست دھماکہ ریکارڈ کیا گیا ہے یہ دھماکہ اس شمسی طوفان کے آخری کنارے کا تھا جو زمین کی طرف رخ کئے ہوئے ہے۔ سورج پر آجکل ۱۱ سالہ طوفانی دور کا عروج ہے۔

100 برس کے بعد ٹھنڈا ترین جون

چین کے ساتھ چند سال قبل منسلک ہونے والے شہر ہانگ کانگ میں 100 برس کے بعد ٹھنڈا ترین جون گزرا جبکہ درجہ حرارت پیر سے بدھ کے درمیان صرف 6ء11 درجے سنٹی گریڈ رہا۔ یہ غیر معمولی سردی پیر کو اس علاقے میں داخل ہونے والی سرد ہواؤں کی وجہ سے ہے۔

کولمبو ٹیسٹ

سری لنکا نے کولمبو ٹیسٹ کے چوتھے روز آخری خبریں آنے تک اپنی دوسری اننگز میں 115 رنز بنائے اور اس کے سات کھلاڑی آؤٹ ہوئے۔ اس سے پہلے پاکستان نے سری لنکا کی پہلی اننگز 273 کے جواب میں 266 رنز بنائے تھے۔

امریکہ کا اظہار افسوس

امریکہ نے بھارت کی طرف سے پرتھوی میزائل کے تازہ ترین تجربے پر افسوس کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سے علاقے میں کشیدگی میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ بھارت نے اعلان کیا تھا کہ اس نے اڑیسہ کے مشرقی ساحل پر 150 کلومیٹر تک مار کرنے اور ایٹمی میزائل لے جانے والے پرتھوی میزائل کا تجربہ کیا ہے۔

صدر واحد کا دورہ

انڈونیشیا کے صدر عبدالرحمان واحد پاکستان کا دو روزہ دورہ مکمل کر کے ہفتہ کی صبح بحرین روانہ ہو گئے۔

کرکٹ ختم معاف کر دیں

جنوبی افریقہ کے کرکٹ ٹیم کے سابق کپتان ہنسی کرونئے نے کرکٹ میں میچ فکسنگ اور جواء کا اعتراف کرتے ہوئے کنگ کمیشن کے سامنے اپنا بیان دیتے ہوئے کہا کہ میری کرکٹ ختم ہوئی۔ میرے ساتھی مجھے معاف کر دیں۔ انہوں نے بھری عدالت میں اپنے ساتھی گبز سے معافی مانگی۔ انہوں نے الزام لگایا کہ پہلی بار مجھے جواء چلانے والے بکی سے بھارتی کرکٹ ٹیم کے سابق کپتان اظہرالدین نے ملوایا۔ 1996ء میں مکیش گپتا نامی بک میکر سے 30 ہزار ڈالر لئے۔ پھر دولت کی بارش شروع ہو گئی۔ لالچ، بیوقوفی اور آسانی سے پیسہ حاصل کرنے کے شوق میں دلدل میں دھنستا چلا گیا۔ ساتھی کرکٹروں کو بھی جھوٹ بولنے پر آمادہ کیا۔ کئی بار قتل کئے جانے کی دھمکیاں بھی مل چکی ہیں۔

مقبوضہ کشمیر ہیلی کاپٹر تباہ

بھارت کے چیف آف جنرل سٹاف جنرل جے ایس مکرجی، ایک بریگیڈیر اور دو دیگر سینئر فوجی افسران ہیلی کاپٹر کے حادثے میں زخمی ہو گئے۔ جنرل مکرجی کا ہیلی کاپٹر سری نگر سے 70 کلومیٹر دور شمال مغربی علاقے وتلاب میں حادثے کا شکار ہوا۔ حادثے کی وجوہات تاحال سامنے نہیں آسکیں۔

فجی میں حکومت کی یقین دہانی

فجی میں فوجی حکومت نے آئین بحال کرنے کی یقین دہانی کرا دی ہے۔ کامن ویلتھ کے وفد سے مذاکرات کے بعد یہ یقین دہانی کرائی گئی ہے۔ کامن ویلتھ کے وفد نے ملک میں جمہوریت اور آئین کی حکمرانی بحال کرنے کیلئے ٹائم فریم کے اعلان کا مطالبہ کیا۔

روانڈا نے تجویز مسترد کر دی

روانڈا نے انگولا سے اپنی فوجی کی واپسی کی اقوام متحدہ کی تجویز مسترد کر دی ہے۔

اعلان

وہ تمام احمدی مرد و خواتین جو پاکستان کے کسی بھی حصہ میں اپنا تعلیمی ادارہ (پرائمری، سیکنڈری، کالج پیشہ ور تعلیمی اکیڈمی وغیرہ) چلا رہے ہوں وہ اپنے ادارہ سے متعلق مکمل معلومات بصورت بروشرز، کیٹلاگ، پراسپکٹس وغیرہ کی شکل میں نظارت تعلیم، صدر انجمن احمدیہ ربوہ 35460 کو ارسال کریں تاکہ نظارت ہذا اپنے ریکارڈ کو اس لحاظ سے Update کر سکے۔

(نظارت تعلیم)

اطلاعات و اعلانات

محترمہ خدیجہ مسرت صاحبہ انتقال فرما گئیں

مکرم مولانا محمد اعظم اکسیر صاحب قائد اصلاح و ارشاد مجلس انصار اللہ پاکستان کی والدہ محترمہ خدیجہ مسرت صاحبہ اہلیہ محترم مولوی محمد اشرف صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ بھیرہ مورخہ 16۔جون 2000ء صبح سات بجے وفات پا گئیں۔ مرحومہ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب ہلال پوری رفیق حضرت مسیح موعود کی صاحبزادی اور محترم مولانا محمد جلیل صاحب سابق مفتی سلسلہ کی ہمشیرہ تھیں۔ بوقت وفات انکی عمر 79 سال تھی۔ مرحومہ دعاگو، تقویٰ شعار اور بہت ہمدرد نیک خاتون تھیں۔ مورخہ 17۔جون کو احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ نے جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ نے دعا کروائی اور حسن اتفاق سے مرحومہ کی تدفین اپنے شوہر کے قدموں کی طرف متصل قبر میں ہوئی ہے۔ مرحومہ نے 4 بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ صرف 9 روز قبل مورخہ 7 جون کو مرحومہ کے شوہر محترم مولوی محمد اشرف صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ بھیرہ کا انتقال ہوا تھا۔ اس طرح اس خاندان کیلئے یہ دوہرا صدمہ ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

سانحہ ارتحال

عزیز محسن احمد رضا ابن مکرم محمد شریف صاحب ننگلی محسن جنرل سٹور احمد نگر نزد ربوہ مورخہ 2000-5-12 بروز جمعہ احمد نگر میں سڑک عبور کرتے ہوئے شدید زخمی ہو گیا۔ باوجود شدید زخمی ہونے اور خون بہہ جانے کے تکلیف کو انتہائی صبر سے برداشت کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا غالب آئی اور عزیز نے اپنی جان اللہ کے سپرد کر دی۔ عزیز نہایت خوش اخلاق اور خاموش طبیعت تھا۔ ہر کسی سے ادب سے پیش آتا۔ عزیز وقف نو میں شامل تھا۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز کے درجات بلند فرمائے اور اس کے والدین بہن بھائیوں اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

درخواست دعا

مکرم محمد احمد قمر سنوری صاحب سیالکوٹ سے تحریر کرتے ہیں کہ ان کے بھائی چوہدری بشیر احمد صاحب سنوری لائن سپرنٹنڈنٹ واپڈا حال ڈیرہ اسماعیل خان کو ایک حادثہ میں شدید چوٹیں لگی تھیں۔ اب آہستہ آہستہ گھر میں چلنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ لیکن تاحال ڈیوٹی پر جانے کے قابل نہیں ہوئے۔ موصوف کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

درخواست دعا

محترم عبدالرشید خان صاحب صدر محلہ دارالعلوم وسطی کی اہلیہ (والدہ عبدالسمیع خان صاحب ایڈیٹر الفضل) کی طبیعت بلڈ پریشر کی وجہ سے بہت ناساز ہے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

نکاح

○ مکرم محمود احمد باجوہ صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل ربوہ کے چھوٹے بھائی مکرم محمد یوسف صاحب سابق باڈی گارڈ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی بیٹی عزیزہ نادیہ تہمینہ خان صاحبہ کا نکاح ہمراہ مکرم مقبول احمد خان صاحب حال جرمنی ابن مکرم ماسٹر مبارک احمد خان صاحب کاٹھگڑھی سے مبلغ ایک لاکھ حق مہر پر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے مورخہ 11۔جون 2000ء کو بیت المبارک میں پڑھا۔ عزیزہ نادیہ تہمینہ خان صاحبہ مکرم چوہدری سید احمد صاحب باجوہ داتا زید کا کی پوتی ہے۔ اور مکرم مقبول احمد خان صاحب مکرم چوہدری عبدالرحیم خان صاحب کاٹھگڑھی کے پوتے ہیں۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کیلئے بہت مبارک اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

انٹرویو برائے انسپکٹران / محررین وقف جدید

○ جن احباب نے وقف جدید انجمن احمدیہ میں انسپکٹران اور محررین کی آسامیوں کے لئے درخواستیں دی ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ:۔

1۔ تحریری امتحان مورخہ 26۔جون 2000ء بروز سوموار آٹھ بجے صبح دفتر وقف جدید میں ہو گا۔

2۔ امتحان میں کامیاب ہونے والے امیدواروں کا انٹرویو 27۔جون بروز منگل صبح آٹھ بجے ہو گا۔

نوٹ:۔ امیدواران اپنے سفر خرچ وغیرہ خود برداشت کریں گے۔

(ناظم وقف جدید)

ملکی خبریں

قومی ذرائع ابلاغ سے

ربوہ: 17 جون۔ گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 31 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 44 درجے سنٹی گریڈ
سوموار 19-جون- غروب آفتاب- 7-19
منگل 20-جون- طلوع فجر- 3-20
منگل 20-جون- طلوع آفتاب 5-00

عید میلادالنبی عقیدت و احترام سے منائی گئی

یوم عید میلادالنبی ملک بھر میں عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ ریڈیو اور ٹی وی نے خصوصی پروگرام پیش کئے اور اخبارات نے خصوصی نمبر شائع کئے۔ ملک بھر میں عید میلادالنبی کے جلوس نکالے گئے۔ سرکاری سطح پر اہم تقریبات کا اہتمام کیا گیا۔

نواز شریف پر جنرل مشرف کا الزام

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے الزام لگایا ہے کہ نواز شریف نے ملکی مفاد پر سمجھوتہ کیا۔ کرگل میں بہت بڑی کامیابی ملی تھی۔ بھارت بخوبی جانتا ہے کہ کرگل پر اس کا کسقدر نقصان ہوا اور پاک فوج نے کس طرح دفاع کیا وہ دوہری مکاری سے کام لے رہا ہے۔ جنرل مشرف نے کہا کہ نواز شریف نے ملک کے ساتھ فراڈ کیا۔ بنک لوٹے۔ واجپائی سے دوستی میں مسئلہ کشمیر کو پس پشت ڈالا۔ ان کے پاس کہنے کو اب کچھ نہیں انہوں نے کہا کہ بھارتی میڈیا نے کمال دکھاتے ہوئے ہاری ہوئی جنگ کو کامیابی میں بدل دیا۔

ہڑتال تاجروں کی گرفتاریاں

ملک بھر میں تاجروں کی ہڑتال ختم کئے جانے کے اعلان کے باوجود لاہور میں کئی مارکیٹیں بند رہیں۔ منٹگمری روڈ مکمل طور پر' برانڈرتھ روڈ جزوی طور پر اور بعض دیگر مارکیٹوں میں دکانیں بند ہونے اور کھلے ہونے کا رجحان جاری ہوا۔ تاہم تاجروں کی اکثریت دکانیں کھول چکی ہے۔ لاہور میں پولیس نے ہڑتالی تاجروں کو گرفتار کر لیا۔ ان کا کیمپ اکھاڑ دیا گیا۔ سروے ٹیموں کے آنے پر 15 فیصد کھلی دکانوں کے شٹر بند کئے جاتے رہے۔ تاجروں کے سیلیا گروپ کے صوبائی صدر شیخ مشتاق اور ضلعی صدر انصر ظہور بٹ کو گرفتار کر لیا گیا۔ سیلیا گروپ نے بتایا ہے کہ دونوں تاجر رہنما کور ہیڈ کوارٹرز میں مذاکرات کیلئے گئے تھے۔ منٹگمری روڈ پر واقع ہڑتالی کیمپ کو اکھاڑ کر پولیس تاجروں کو تھانے لے گئی۔ دیگر ہڑتالی تاجر روپوش ہو گئے۔ ان کے موبائل فون بند کر دیئے گئے۔ سیلیا گروپ کے لیڈروں پر غیر قانونی دھمکی آمیز سرکلر جاری کرنے اور ٹریفک روکنے کا الزام عائد کیا گیا ہے۔

ایمنسٹی سکیم میں توسیع

ایمنسٹی سکیم میں 30 جون تک توسیع کر دی گئی۔ وزیر خزانہ شوکت عزیز نے بتایا کہ حکومت نے نصف رقم تین ماہانہ اقساط میں جمع کرانے کی مشروط سہولت کا بھی اعلان کیا ہے۔ کوئی بھی ادارہ یا فرد اپنے اعلان کردہ اثاثوں کا 50 فیصد بطور نقد 30 جون تک جمع کرا کے باقی رقم اقساط میں جمع کرا سکتا ہے۔ لیکن قسطوں میں جمع کرانے والوں کو ڈیڑھ فیصد لیٹ فیس بھی ادا کرنی ہوگی۔ وزیر خزانہ نے بتایا کہ ہم نے تاجروں کا مطالبہ مان لیا ہے۔ ان سے مفاہمت کے نتیجے میں ترمیمی آرڈیننس جاری کیا جائے گا جو تیاری کے آخری مراحل میں ہے اور بجٹ تقریر کے ساتھ جاری ہوگا۔ حکومت نے سنجیدہ مذاکرات کیلئے ہر شہر سے دو دو تاجر نمائندے نامزد کرنے کو کہا ہے۔

ویلتھ ٹیکس کی چھوٹ بحال

حکومت نے قومی بچت مراکز میں کی جانے والی سرمایہ کاری پر ویلتھ ٹیکس کی چھوٹ بحال کر دی ہے۔ سی بی آر نے نوٹیفیکیشن جاری کر دیا ہے۔ ذریعہ آمدن بتائے بغیر کی جانے والی سرمایہ کاری کو 10 فیصد جرمانہ دیکر سفید کرانا ہوگا۔

افراط زر میں کمی ترقی میں اضافہ

اقتصادی سروے کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ملک میں مالی سال رواں میں افراط زر کی شرح میں 7ء2 فیصد کمی ہوئی جبکہ ترقی کی شرح گذشتہ سال کی نسبت 3ء1 فیصد بڑھ گئی۔ 20 برس میں یہ افراط زر کی کم ترین شرح ہے۔ قومی بچتوں کی شرح میں بھی 1ء1 فیصد اضافہ ہو گیا۔ مالی خسارے پر قابو پانے کیلئے خصوصی اقدامات کرنے ہوں گے۔ ٹیکس سروے سے ٹیکس چوری رکے گی۔

دینی مدارس عظیم کام کر رہے ہیں

وزیر داخلہ معین الدین حیدر نے کہا ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا۔ دینی مدارس عظیم کام کر رہے ہیں۔ دینی مدارس کے منتظمین کے ساتھ اجلاس میں حکومت نے مذہبی تعلیم کے علاوہ طلباء کو سائنس اور کمپیوٹر پڑھانے کی تجویز دی ہے۔ انہوں نے بی بی سی کو انٹرویو میں کہا کہ قرارداد مقاصد ہمارے آئین کا حصہ ہے۔ پاکستان کو ایک جدید ریاست ہونا چاہئے۔

کرگل پر خاموشی بہتر تھی

رکن قومی اسمبلی اعجاز الحق نے کہا ہے کہ کرگل پر خاموشی نواز شریف اور پاکستان کیلئے بہتر تھی۔ اس بیان پر نوٹس جاری ہونے کا علم نہیں مگر چاہتا ہوں کہ ایسا کیا جائے۔

وسیم اکرم کی چار سو وکٹیں

دنیائے کرکٹ کے مایہ ناز باؤلر وسیم اکرم نے ٹیسٹ میچوں میں اپنی چار سو وکٹیں مکمل کر لی ہیں اس طرح وہ دنیائے کرکٹ کے واحد باؤلر ہیں جنہوں نے ون ڈے اور ٹیسٹ کرکٹ دونوں میں چار چار سو وکٹیں حاصل کی ہیں۔ ادھر وقار یونس نے ٹیسٹ میں اپنی 300 وکٹیں مکمل کر لی ہیں۔

جانی نقصان کرگل میں کہاں ہوا

حزب المجاہدین اور تحریک المجاہدین نے کہا ہے کہ کرگل میں جانی نقصان لڑائی میں نہیں کرگل سے پسپائی پر ہوا۔ کرگل آپریشن کامیاب تھا۔ نواز شریف کے ریمارکس "امپورٹڈ" ہیں۔

جائیداد برائے فروخت

1۔ کوٹھی واقعہ محلہ دارالصدر بلاک نمبر 3 قطعہ نمبر 18 برقبہ 4 کنال (ملکیتی میاں غلام محمد اختر صاحب مرحوم)
2۔ زمین تقریباً 13 کنال واقعہ موضع چھنی چھی نزد ربوہ
خواہشمند حضرات مندرجہ ذیل نمبروں پر رابطہ کریں۔
ربوہ 211116 - لاہور 6304311 (042)
شام 7 بجے تا رات 10 بجے تک

مریم میڈیکل سنٹر
نزد یادگار چوک دارالصدر جنوبی ربوہ
Service to Humanity
*الٹرا ساؤنڈ (ماہر لیڈی ڈاکٹر کی زیر نگرانی) صرف 200 روپے
*ای سی جی
* کلینیکل لیبارٹری اور پتھالوجی کے لئے لاہور میں پتھالوجسٹ سے رابطہ
* 24 گھنٹے ایمرجنسی سروس (گائنی - میٹرنٹی سرجیکل - میڈیکل ایمرجنسی سروس)
ڈاکٹر مبارک احمد شریف — فزیشن اینڈ سرجن — فون نمبر 213944
ڈاکٹر رشیدہ فوزیہ — الٹرا ساؤنڈ سپیشلسٹ اینڈ گائنی کالوجسٹ

گاڑیاں برائے فروخت

(1) ٹیوٹا ہائی ایس ماڈل 1990ء
(2) سوزوکی کیری ویگن ماڈل 1997ء
برائے فروخت ہیں۔ رابطہ کیلئے:
مینیجر دفتر الفضل ربوہ ۔ فون 213029

معیاری ہومیوپیتھک ادویات

جرمن سیل بند و کھلی پوٹینسیاں' مدر ٹنکچرز' بائیوکیمک ادویات' گولیاں ٹکیاں' شوگر آف ملک' خالی ڈبیاں اور ڈراپر ارزاں نرخوں پر دستیاب ہیں۔ نیز 117 ادویات کا دیدہ زیب بریف کیس دستیاب ہے۔
کیوریٹو میڈیسن کمپنی انٹرنیشنل ربوہ۔ پاکستان
فون نمبر کلینک 771 ۔ ہیڈ آفس 213156

داخلہ جاری ہے — ربوہ میں پروفیشنل ٹریننگ کا بانی قابل اعتماد ادارہ — داخلہ جاری ہے
انسٹیٹیوٹ آف کمپیوٹر اینڈ کامرس
طالبات کیلئے مخصوص وقت 5 تا 7 بجے شام
شارٹ کورسز' لانگ کورسز' ڈپلومہ کورسز' ہارڈویئر مکمل کورس' نیز ہر ملک کی ضرورت کے عین مطابق تیار کردہ سوفٹ ویئر پیکجز سکھانے والا واحد ادارہ
رابطہ: ریلوے روڈ بالمقابل گلی یوٹیلٹی سٹور دارالرحمت شرقی ربوہ فون (343)

خوشخبری
حضرت حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ
مطب حمید
نے اب سرگودھا میں بھی کام شروع کر دیا ہے
حکیم صاحب گوجرانوالہ سے ہر ماہ کی 15-16-17 تاریخ کو مطب میں موجود ہوں گے۔
مینیجر مطب حمید
49 ٹیل فیصل آباد روڈ سرگودھا - ☎ 214338
مدنی ٹاؤن نزد سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ سرگودھا